مضامین سرسید

(سبق: ۴)

Teaching Lecture

Subject	:	Urdu
Class	:	B.A. (Hons.) II
Topic	:	Mazameen Sir Syed
Lesson	:	04
Author	**:**	**Dr. Fatahullah Quadri**
Lecture Series No.	:	43

سوال: ۴۔ سرسید احمد خان کی طرز انشا پردازی کی خصوصیات پر تبصرہ کیجئے۔

یا سرسید احمد خان کی انشا پردازی کی وسعتوں کا احاطہ کیجئے۔

جواب: سرسید کی انشا پردازی تصنع سے پاک، سادہ، سہل اور دلنشیں ہے، وہ جس چیز کو پیش کرنا چاہتے ہیں اسے بہت صاف، واضح اور مدلل طور پر بیان کرتے ہیں، جس سے ان کی باتیں فوراً ذہن نشیں ہو جاتی ہیں۔

ان کی انشاء پردازی کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

(الف) سرسید احمد خان اردو کے مورثا اعلی ہیں جن کی انشاء پردازی کی بدولت ہی اردو ادب قایم ہوئی ہے کہ عشق و عاشق کے دائرہ سے نکل کر، ملکی سیاسی، اخلاق، تاریخی ہر قسم کے مضامین کو ادا کرنے کے اہل ہوسکی ہے سرسید کی انشاء پردازی نے اردو ادب کو نئی زندگی عطا کی۔

(ب) سرسید کی انشاء پردازی کا کوئی مخصوص اسٹائل نہ تھا۔ بلکہ اکثر ان مضامین میں فارسی اور انگریزی ادب کے تراجم ہی ہوتے تھے۔ لیکن روایتی ترجمہ نہیں بلکہ اس میں ادب کی شان اور عظمت پوری طرح موجود ہوتی ہیں۔

(ج) یہ واحد سرسید احمد خان کی ذات ہے کہ اردو جیسی کم مایہ زبان کو اپنی پر لطف اور سہل انشا پردازی کے ذریعہ اس لائق بنایا کہ یہ علم و فلسفہ کے مضامین کو اپنے دامن میں سمیٹنے کے قابل بنی۔

(د) اردو تحریک سرسید احمد خان کی انشا پردازی کی مرہون منت ہے کہ علمی اصطلاحات، علمی الفاظ اور علمی تلمیحات کا اضافہ ممکن ہوسکا۔

(ہ) سرسید احمد کی انشا پردازی کی ایک نمایاں خوبی یہ بھی ہے کہ وہ انسانی جذبات مثلاً رنج و غم، مسرت و خوشی و بے کسی کو نہایت خوبی سے ادا کرتے ہیں، ایسی بے ساختگی اور اظہار ملتا ہے، واقعہ کی سچی تصویر کہ وہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔

چند فقرے ملاحظہ ہوں ۔

”دیکھ ناداں بے بس، بچہ گہوارہ میں ہوتا ہے اس کی مصیبت زدہ ماں اپنے دھندے میں لگی ہوئی ہے اور اس کے گہوارہ کی ڈوری بھی ہلاتی جاتی ہے، ہاتھ کام میں اور دل بچہ میں ہے اور زبان سے اس کو یوں لوری دیتی ہے، سورہ بچے سورہ اپنے باپ کی مورت اور میرے دل کی ٹھنڈک سورہ۔

الغرض اردو کی ترویج واشاعت کے لیے سرسید نے اپنی زندگی میں ہر ممکن کوشش کی ہے، سہل اور پر مغز باتوں کی اشاعت عام کے لیے انہوں نے ”سید الاخبار“ اور ”رسالہ تہذیب الاخلاق“ جاری کیا، اگر چہ اس اخبار کی زبان شروع میں بہتر معیاری علمی زبان نہ تھی، لیکن سرسید کی انشا پردازی کی دلکشی نے ان اخبارات کو ہندوستان کے ہر حصے میں مقبولیت عطا کی، بالخصوص رسالہ تہذیب الاخلاق کی انشا پردازی لائق ستائش اور پرکشش ثابت ہوئی۔

خود سرسید فرماتے ہیں کہ :

”جہاں تک ہم سے ہوسکا ہم نے اردو زبان کی، اردو ادب کی ترقی میں اپنے ان ناچیز پرچوں کے ذریعہ کوشش کی ہے، مضمون کے ادا کا ایک سیدھا اور صاف طریقہ اختیار کیا، رنگین عبارت جو تشبیہات اور استعارات سے بھری ہوئی ہے، اس سے پرہیز کیا۔“ (تہذیب الاخلاق)

سرسید کے انشا پردازی میں جا بجا ظرافت اور شوخی کے نمونے بھی ملتے ہیں، لیکن نہایت تہذیب اور لطافت کے ساتھ مولوی علی بخش خاں صاحب مرحوم جو سرسید کے رد میں رسالہ لکھا کرتے تھے، حرمین شریفین گئے اور وہاں سے سرسید کی تکفیر میں فتویٰ لائے، اس پر سرسید ایک موقع پر تہذیب الاخلاق میں لکھتے ہیں:

”جو صاحب ہماری تکفیر کے فتویٰ لینے کو مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے اور ہمارے کفر کی بدولت ان کو حج اکبر نصیب ہوا، ان کے لائے ہوئے فتوں کے دیکھنے کے ہم بھی مشتاق ہیں، سبحان اللہ ہمارا کفر بھی کیا کفر ہے کہ کسی کو حاجی اور کسی کو پاجی اور کسی کو کافر اور کسی کو مسلمان بنادے۔“

سرسید کی انشا پردازی کا زیادہ تر حصہ اصلاحی مضامین سے بھرپور ہے، وہ ۱۸۵۷ء کے مصلح قوم بن کر ابھرے، جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد جب مسلمانوں پر مردنی چھا گئی تھی اور قوم کا شرازہ بکھر گیا تھا، اس وقت محسن قوم نے تعلیمی اسکیم پیش کیا، وہ قوم کے سچے خادم، ملک کے خیر خواہ اور اپنی دھن کے پکے رہنما اور مصلح بن کر ابھرے، اپنی دل سوزی اور جذبہ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ایک جگہ رسالہ تہذیب الاخلاق میں لکھتے ہیں کہ:

”رنگین عبارت سے جو تشبیہات اور استعارات خیالی سے بھری ہوئی ہے اور جس کی شوکت صرف لفظوں ہی لفظوں میں رہتی ہے، دل پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا، ان سے پرہیز کیا، اور کوشش کی کہ جو کچھ لطف ہو، وہ انشا پردازی میں ادا ہو، تا کہ جو خیال میرے دل میں ہو، وہی دوسروں کے دل میں بھی پیدا ہو، تا کہ دل سے نکلے اور دل میں بیٹھے۔“

ایک حوصلہ مند سچے مصلح قوم کی پہچان سرسید کی انشا پردازی میں موجود ہے، اردو ادب میں سرسید ہمیشہ زندہ جاوید رہیں گے، اردو کی ادبی تاریخ سرسید کو فراموش کر کے نہیں لکھی جاسکتی ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁